آئندہ صدی غلبۂ احمدیت کی صدی ہے

ایک لاکھ ساٹھ ہزار بیعتوں کا اعلان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ / مارچ ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۝

(الانشقاق: ۷)

پھر فرمایا:۔

کل بائیس تاریخ کو ہمارے جشن تشکر کے سال کا آخری دن تھا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کی دوسری صدی کے دوسرے سال کا پہلا دن جو جمعۃ المبارک سے شروع ہو رہا ہے اور ابھی چند دن تک رمضان المبارک بھی آنے والا ہے۔ گزشتہ رمضان مبارک میں جماعت احمدیہ نے غیر معمولی طور پر اظہار تشکر کی کامیابی کی دعائیں مانگی تھیں۔ اس رمضان مبارک کو اظہار تشکر کا شکریہ ادا کرنے کا رمضان المبارک بنا دینا چاہئے کیونکہ اس کثرت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوئیں اور اس کثرت سے جماعت کی ادنیٰ کوششوں کو فضل کے پھل لگے کہ اس کا بیان انسان کے لئے ممکن نہیں۔ ہر سطح پر جماعت کے بڑوں اور چھوٹوں نے خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور غیبی تائیدات کے نمونے دیکھے اور ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت کے ایمان کو نئی تقویت اور نئی

زندگی ملی۔ یہ تفاصیل جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ساری دنیا کے ایک سو بیس ممالک پر پھیلی پڑی ہیں اور ان کا اگر بہت ہی معمولی خلاصہ بھی نکال کر پیش کرنے کی کوشش کی جائے تو جیسا کہ آپ نے گزشتہ جلسے میں دیکھا تھا کئی گھنٹوں میں بھی اُس خلاصے کا حق بھی ادا نہیں ہوسکا۔ پس اس پہلو سے میں اس خطبے میں تفصیل سے تو اس بات پر روشنی نہیں ڈالوں گا کہ اس گزشتہ اظہار تشکر میں جماعت احمدیہ کو کیا کچھ ملا اور کیسے کیسے ملا لیکن آخر پر چند باتیں آپ کے سامنے ایسی رکھوں گا جو تازہ خبروں سے تعلق رکھتی ہیں۔

یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے انسان اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا تجھے یقیناً خدا کے حضور محنت کر کے پہنچنا ہے اور اس راہ میں کوشش کرنی ہے اور اس کے نتیجے میں ہم تمہیں خوشخبری دیتے ہیں فَمُلٰقِيْهِ ایسی صورت میں تم اپنے رب کو پالو گے۔ یہ رمضان مبارک جو قریب آ رہا ہے اس کے پیش نظر سے میں نے اس آیت کا انتخاب کیا کہ اس رمضان مبارک میں جہاں خدا تعالیٰ کے حضور غیر معمولی جذباتِ تشکر کا اظہار کریں وہاں اُس سے لقا کی دُعا مانگیں اور یہ عرض کریں کہ ہم تیرے حضور محنت تو کرتے ہیں، کوشش کرنے کا عہد کرتے ہیں لیکن لقا کا معاملہ صرف ہماری خواہش سے تعلق نہیں رکھتا نہ ہماری محنت تک محدود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک تو پردہ نہ اُٹھائے ہماری لقا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے تو اپنے فضل کے ساتھ ہماری لقا کے سامان پیدا کر۔ یہاں لفظ كَدْحًا خاص توجہ کا مستحق ہے۔ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا کا ایک معنیٰ ہے سخت محنت کرنا اور جب ساتھ كَدْحًا دُہرایا جائے تو اس کا معنیٰ یہ بن جائے گا کہ بہت ہی سخت محنت کرنا۔ محنت کو اپنی انتہاء تک پہنچا دینا۔ پس اوّل تو لقا کا مضمون چونکہ انسانی عبادت کا معراج ہے اس لئے لازماً جتنی بلند چوٹی ہو اتنی ہی زیادہ محنت درکار رہا کرتی ہے۔ تو قرآن مجید نے یہاں اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا کہہ کر یہ فرما دیا کہ عام دُنیا کی ملاقاتوں کے لئے تم ترستے ہو اور بعض اوقات بڑی محنتیں کرنی پڑتی ہیں۔ شیریں فرہاد کا قصہ آپ نے سُنا ہے۔ فرہاد ایک نہر کھینچ لانے کے لئے اپنی ساری عمر گنوا بیٹھا اور پتھروں کے ساتھ تیشے مار مار کے اُس نے ایک ایسا کارنامہ انجام دیا جو تمام ہندو پاکستان کی تاریخ میں ایک ضرب المثل بن چکا ہے یعنی اس کارنامے کی وجہ سے فرہاد کا نام ضرب المثل بن چکا ہے لیکن پھر بھی اس کو لقاء نصیب نہیں ہوئی۔ پس دنیا کی خاطر بسا اوقات انسان

اتنی محنت کرتا ہے اور ایسی غیر معمولی قربانیاں پیش کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اُس کو لقاء نصیب نہیں ہوا کرتی ۔ کیونکہ لقا کے لئے اُس شخص کے اندر بھی ایک اعلیٰ خلق کا ہونا ضروری ہے جس کی خاطر محنت کی جاتی ہے۔ جب تک اُس کی ذات محنت کو قبول کرنے والی نہ ہو اور اپنے اندر غیر معمولی احسان کی شان نہ رکھتی ہو اُس وقت تک ضروری نہیں کہ ہر محنت کرنے والے کو اُس کے محبوب کی لقا مل جائے۔ خدا تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ ہر محنت والے کو اگر وہ حسبِ توفیق محنت کرے، لقاء کی دعوت دیتا ہے اور چونکہ خود دیتا ہے اس لئے لازماً انسان یقین کے ساتھ محنت کرتا ہے کہ اگر میں حقیقی معنوں میں جیسا کہ فرمایا گیا ہے اُس کی لقاء کی کوشش کروں گا تو لقاء سے محروم نہیں رہوں گا۔

دوسرا کَدْحًا کا معنیٰ ہے اگلے دو دانتوں سے کاٹنا اور اس میں بھی اسی محنت کے مضمون کو مزید واضح فرما دیا گیا۔ خدا کی راہ میں جو محنت کرنی پڑتی ہے اُس میں اپنے نفس کو کاٹنا پڑتا ہے اور اُس کے لئے دُکھ اُٹھانا پڑتا ہے۔ دنیا کے عشق میں جو لوگ محنت کرتے ہیں وہ مسلسل اپنے نفس کو کاٹ رہے ہوتے ہیں اور اپنے دل کو زخم پہنچا رہے ہوتے ہیں، اپنے محبوب کے فراق میں اور اُس کی لقاء کی خواہش میں ۔ پس خدا تعالیٰ نے یہاں وہ لفظ اختیار فرمایا جو عشق کے مضمون کو کامل طور پر کھول کر بیان کرتا ہے۔ فرمایا یہ محنت کوئی بیگار کی محنت نہیں ہو سکتی۔ ایسے مزدور کی محنت نہیں جس کے لئے کوئی اور اختیار نہ رہا ہو، مجبور کر دیا گیا ہو۔ پس اِنَّكَ کے لفظ میں تاکید ہے اُس سے غلط فہمی نہیں پیدا ہونی چاہئے کہ خدا تمہیں مجبور کر رہا ہے ۔ فرمایا ایسی محنت جبھی تم کر سکتے ہو جب تم میں عشق کا جذبہ پایا جائے ۔ جب تم خاص اپنے نفس کو کاٹ بھی رہے ہو اور یہ جو مضمون ہے دو دانتوں سے کاٹنے والا یہ بسا اوقات عبادت میں واقعۃً تجربے میں سے گزرتا ہے۔ بعض دفعہ جیسا کہ سکول کے بچے یا کالج کے لڑکے بھی جانتے ہیں امتحان کے دن قریب آ جائیں، زیادہ محنت کے تقاضے ہوں اور نیند کا غلبہ ہو تو بعض طلباء اپنے آپ کو جگائے رکھنے کے لئے بار بار اپنے ہاتھ کو کاٹتے ہیں یعنی ایسا نہیں کاٹتے کہ زخم لگ جائے لیکن جگانے کے لئے کچھ تکلیف اپنے آپ کو پہنچاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں بھی صحابہ کا یہ حال تھا کہ عبادت میں کھڑے رہنے کی خاطر اپنے آپ کو تکلیف پہنچایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت اقدس رسول اکرم ﷺ اپنی ایک زوجہ مبارکہ کے گھر گئے تو ایک رسی لٹکی ہوئی دیکھی جو چھت سے کسی جگہ سے لٹکی ہوئی تھی۔ آپؐ

نے پوچھا کہ یہ کیوں تو آپ کی زوجہ مبارکہ نے جواب دیا کہ یہ اس لئے کہ میں اتنا دیر کھڑا رہتی ہوں خدا کے حضور کہ تھک کر گرنے لگتی ہوں اُس وقت میں اس رسی کا سہارا لے لیتی ہوں۔ تو آنحضرت ﷺ نے اس غیر معمولی محنت شاقہ سے منع فرمایا لیکن اپنی ذات میں آپ کی عبادت بھی بہت محنت طلب تھی اور بعض اوقات آپ کے عبادت میں کھڑے کھڑے پاؤں سوج جایا کرتے تھے۔ تو اس میں جو دانتوں سے کاٹنے کا مفہوم ہے یہ بھی عملاً خدا کی راہ میں محنت کرنے پر صادق آتا ہے۔

پس لقاء کے لئے جو کوشش ہونی چاہئے اُس میں ان محنتوں کے علاوہ دُعا کا پہلو بھی سامنے رکھیں اور رمضان مبارک چونکہ خود خدا کو ہمارے قریب لے آتا ہے اور چونکہ رمضان مبارک کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خوشخبری دی ہے کہ ہر نیکی کی کوئی جزاء مقرر ہے لیکن روزوں کی جزاء خدا خود ہے۔ تو اس لحاظ سے اس کا لقاء کے مضمون سے بہت گہرا تعلق ہے۔ پس اس مہینے میں لقاء کی دُعا کرنا اور لقاء کے لئے کوشش کرنا یقیناً دوسرے مہینوں کی نسبت بہت زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوسکتا ہے۔ ایک غلط فہمی بعض علماء کے دل میں اور عام مسلمانوں کے درمیان پائی جاتی ہے۔ یہاں جس لقاء کا وعدہ کیا گیا ہے وہ لقائے آخرت ہے اور ہر انسان اس کا مخاطب ہے اور اس سے مطلب اس کا یہ ہے کہ آخرت میں لقاء نصیب ہوگی۔ یہ بات ایک لحاظ سے تو درست ہے کہ ہر انسان طوعاً وکرھاً کَدْحًا قیامت کے دن خدا کے حضور حاضر کیا جائے گا مگر یہ درست نہیں کہ ہر انسان کو لقاء نصیب ہوگی۔ یہ محض ایک غلط فہمی ہے اور قرآن کریم اس کی واضح تردید فرماتا ہے۔ لقاء کے نصیب ہونے کے لئے ضروری شرط ہے کہ اس دنیا میں لقاء نصیب ہو مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (بنی اسرائیل: ۷۳) وہ لوگ جو اس دنیا میں اندھے ہیں وہ خدا کی لقاء آخرت میں کیسے حاصل کر سکیں گے۔ فرمایا فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وہ تو قیامت کے دن بھی اندھا رہے گا۔ پس حاضر ہو جانا اور مضمون رکھتا ہے اور لقاء نصیب ہو جانا اور مضمون رکھتا ہے۔ ہر چیز خدا کے حضور لوٹائی ضرور جائے گی لیکن یہ کہنا کہ لقاء نصیب ہوگی یہ درست نہیں۔

پس اگر ہر انسان مخاطب ہے تو اس دنیا میں لقاء مراد ہے کہ اے بندو! تم میں سے ہر ایک کو میں نے یہ صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں کہ اگر تم میری راہ میں محنت کرو گے تو میں تمہیں اپنی لقاء عطا کروں گا۔ پس یہ محنت کرو اور یہ صلائے عام ہے۔ اسی مضون کو قرآن کریم کی ایک اور آیت بہت کھول کر

بیان فرماتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۶﴾ (الکہف:۱۰۶) فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کا کفر کیا یہ جزا جو مل رہی ہے جہنم کی اس لئے ہے کہ انہوں نے خدا کا کفر کیا اوراس کی لقاء کا انکار کر دیا۔ پس اسی لئے ان کو جہنم کی جزاء دی جارہی ہے اور ان کے اعمال کا قیامت کے دن کوئی بھی وزن نہیں ہوگا۔

یہ آیت بہت ہی توجہ طلب ہے اس میں نیک اعمال کا انکار نہیں فرمایا گیا۔ بداعمال کا تو اجر ہوا ہی نہیں کرتا۔ مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو بظاہر نیک اعمال کرتے ہوئے تمہیں دنیا میں دکھائی دیں گے اگر وہ ان نیک اعمال کے باوجود خدا کی لقاء کے منکر ہیں تو اس دنیا میں خدا کی لقاء کا انکار ان کو لقاء سے محروم رکھے گا اور جو دنیا میں لقاء سے محروم رہے گا قیامت کے دن اُس کو کچھ بھی نصیب نہیں ہوگا۔ گویا اُس کے سارے نیک اعمال اس دنیا میں ضائع چلے گئے اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ۔ فَحَبِطَتْ کا مطلب ہے کہ اُن کے اعمال ضائع کر دیئے جائیں گے اور ان کا وزن ختم ہو جائے گا اس میں کوئی معنے ہی نہیں رہیں گے۔ پس بداعمال کو اگر ضائع کیا جائے تو وہ تو بڑی نعمت ہے اُن لوگوں کے لئے جن کے بداعمال ضائع کر دیئے جائیں۔ کسی کھاتے میں ہی نہ ڈالے جائیں۔ پس لازماً اس آیت میں نیک اعمال کی طرف اشارہ ہے اور ایسے لوگوں کے نیک اعمال کی طرف اشارہ ہے جو بظاہر نیکی کرتے ہیں لیکن اس دنیا میں خدا کی لقاء کے قائل نہیں ہوتے اُس کی تلاش نہیں کرتے۔ اُس کے چہرے کے دیدار کے طالب نہیں ہوتے کیونکہ ان کے نزدیک اُن کے عقیدے کے مطابق اس دنیا میں خدا کی لقاء ختم ہو چکی ہے۔ یہاں یہ ذکر کرنے کے بعد پھر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ دکھاتا ہے کہ اس دنیا میں لقاء ہوتی ہے اور صرف ایک کے لئے نہیں بلکہ ہر انسان کے لئے لقاء کا امکان موجود ہے۔ فرمایا قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ﴿۱۱۱﴾ (الکہف:۱۱۱) اور یہ آیت جو میں نے اب پڑھی ہے یہ پہلی پڑھی گئی آیت کے چند آیتوں کے بعد ہے۔ پس جو مضمون وہاں اُٹھایا گیا تھا اُس کو یہاں مکمل کیا

گیا ہے۔فرمایا وہ کیسے جاہل لوگ ہیں جو لقاء کا انکار کر دیتے ہیں۔وہ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے اپنے ایک بندے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا میں لقاء عطا فرمائی ہے اور اس سے کہا کہ یہ عام اعلان کر دو کہ یہ لقا میرے لئے خاص نہیں بلکہ میرے تعلق کے نتیجے میں جس توحید کی میں تعلیم دیتا ہوں اگر اُس کے ساتھ تم وابستہ ہو جاؤ اور نیک اعمال کرو تو تمہیں بھی خدا اس دنیا میں لقاء عطا کر دے گا۔

پس لقاء کا مضمون ایک صلائے عام ہے۔ ہر انسان کے ساتھ اس کا تعلق ہے اور ہر انسان کو اس دنیا میں لقاء کی لازماً کوشش کرنی چاہئے کیونکہ اس مضمون سے غافل رہ کر زندگی بسر کرنے کے نتیجے میں یہ خطرہ لاحق رہے گا کہ انسان اس دنیا میں خدا کی لقاء حاصل نہیں کر سکا وہ آخرت میں بھی لقاء سے محروم رہے گا۔ پس یہ بہت ہی اہم مضمون ہے اس کو جماعت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔ صاحبِ لقاء لوگ اگر نصیب ہو جائیں اگر کسی جماعت کی اکثریت صاحبِ لقاء بن جائے تو عظیم الشان روحانی انقلاب برپا ہوں۔ایک صاحبِ لقاء بندے سے بھی بعض دفعہ روحانی انقلاب کی داغ بیل ڈالی جاتی ہے۔ چنانچہ تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے کہ کامل اندھیرے کے زمانے میں جبکہ تمام دنیا کا خدا سے تعلق کٹ چکا ہوتا ہے ایک بندہ ایسا اُٹھتا ہے جو خدا سے تعلق قائم کرتا ہے اور اُس سے لقاء حاصل کر لیتا ہے اور پھر اُس لقاء کو آگے اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے جیسے کوئی ساقی شراب بانٹتا ہے اور اعلان عام کر کر کے صلائے عام دے دے کر لوگوں کو بلاتا ہے کہ آؤ اور میرے مے خانے سے شراب بٹ رہی ہے آؤ اور اس سے حصہ لو۔ چنانچہ یہ جو آیت ہے قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ یہ اسی قسم کی صلائے عام کا اعلان کر رہی ہے۔فرماتا ہے ان کو بتاؤ کہ میں بھی تو تمہاری طرح کا ہی بشر تھا۔تم جیسے ہی تھا دیکھنے میں۔مجھ میں اگر فرق پڑا ہے تو لقاء کے نتیجے میں فرق پڑا ہے اور لقاء کا دوسرا معنیٰ وحی الٰہی ہے۔خدا تعالیٰ سے خبریں پانا، خدا تعالیٰ سے تعلق کے اظہار کی باتیں سُننا اور رؤیا اور کشوف سے اُس کو دیکھنا ورنہ ظاہری آنکھ سے تو خدا کی لقاء ممکن نہیں۔پس یہاں لقاء کی تفسیر بھی فرما دی کہ لقاء ''وحی'' کو کہتے ہیں اور اس دنیا میں صاحب وحی ہو جانا یہ نہ صرف یہ کہ ہر انسان کے لئے ممکن ہے بلکہ ہر انسان کے لئے ضروری ہے اور جو قومیں وحی کا انکار کر بیٹھتی ہیں ان کے اعمال اس دنیا میں ضائع کر دیئے جاتے ہیں۔

پس آج احمدیت کا اور غیر احمدیت کا سب سے بڑا فرق یہی ہے۔آج دنیا کے اکثر

دوسرے فرقے خواہ وہ اسلام سے تعلق رکھتے ہوں یا دیگر مذاہب سے تعلق رکھتے ہوں وحی کے منکر ہو چکے ہیں اور قرآن کریم کے مطابق لقاء کے منکر ہو چکے ہیں اور جو لقاء کا منکر ہو جائے اُس کے نظر آنے والے نیک اعمال خدا تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن ضائع کر دیئے جائیں گے اُن کی کوئی بھی حقیقت نہیں کیونکہ **مقصود تو محبوب ہے۔ اگر محنت محبوب کی طرف نہیں لے کر جا رہی اور محبوب کی لقاء کی تمنا نہیں کی جا رہی تو اُس محنت کے کوئی معنی نہیں۔ وہ تو پتھر سے سر ٹکرانے والی بات ہے۔** پس محنت اپنی ذات میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔ نیک اعمال اگر محنت ہیں تو ایسی محنت ہیں جن کا رُخ کوئی نہیں۔ وہ خدا کی محبت میں نہیں کی جا رہی، خدا کی طرف بڑھنے کے لئے نہیں کی جا رہی۔

پس یہ جو رمضان مبارک آنے والا ہے اس میں لقاء کے مضمون کو اس طرح پیش نظر رکھیں جس طرح میں نے بیان کیا ہے اور خدا تعالیٰ سے غیر معمولی طور پر یہ التجاء کریں کہ اے خدا! ہمیں سب دنیا میں صاحبِ لقاء بنا دے۔ ہم دعوے تو کرتے ہیں کہ ایک سو بیس ممالک میں پھیل گئے ہیں مگر اگر ایک سو بیس میں صاحبِ لقاء نہیں تو آخر حقیقت میں ہمارے ایک سو بیس ممالک میں وجود ثابت نہیں ہو سکتا۔ حقیقت میں ہم ایک سو بیس ممالک میں تب پائے جائیں گے جب ہر ملک میں ایسے صاحبِ لقاء بندے پیدا ہو جائیں گے جن کو قطب کہا جاتا ہے، جن کے اوپر زمین آسمان کھڑے کئے جاتے ہیں، جن کے سہارے سے باقی دنیا چلتی ہے۔ پس ایسا صاحبِ لقاء بننے کی کوشش کریں پھر دیکھنا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اُن رحمتوں اور برکتوں میں کتنی تیزی آجاتی ہے جو ہم پر اس سال گزشتہ میں نازل ہوئی ہیں۔

دو تین تازہ باتیں ہیں جو اس سلسلے میں آپ کے سامنے بیان کرنی تھیں۔ ایک تو اس سفر سے تعلق رکھتی ہے جو ابھی میں نے حال ہی میں کیا اور گزشتہ سال تشکر کے سال کا یہ آخری سفر تھا جس میں فرانس سے گزرتے ہوئے پہلے تو پرتگال گئے اور پھر پرتگال سے سپین اور سپین سے پھر واپس فرانس کے رستے واپس پہنچے۔ پرتگال جیسا کہ آپ جانتے ہیں ایک ایسا ملک ہے جہاں صرف دو سال پہلے ایک مبلغ کو بھیجا گیا تھا مولانا کرم الٰہی صاحب ظفر کو اور جیسے وہ درویش صفت انسان ہیں اُسی طرح کے وہ دُعا گو ہیں اور بہت دُعائیں کر کے کام کرنے والے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اُن کی دعاؤں کو پھل لگایا اور اس وقت تک جب میں گیا ہوں خدا تعالیٰ کے فضل سے نو بیعتیں وہاں ہو چکی

تھیں اور ان نو میں آگے پھر پھیلنے کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک جو خالص پرتگالی نسل کے تھے وہ دیکھنے میں بالکل سادہ اور یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ جذباتی ہوں گے لیکن ان کی شخصیت کے اندر چھپے ہوئے بعض ایسے خواص تھے جو رفتہ رفتہ ظاہر ہونے شروع ہوئے۔ بہت کم گو اور اپنے جذبات کو ضائع نہ کرنے والا مزاج تھا لیکن جب ان سے رخصت ہو کر ہم سپین پہنچے تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں وہ استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ جو ان کی زبان جانتے تھے میں نے اُن سے کہا کہ پوچھو کہ ہم ان کو الوداع کہہ کے آئے تھے اور انہوں نے ہمیں رخصت کیا تھا یہ یہاں کہاں سے آ گئے؟ اُنہوں نے کہا کہ یہ تو آپ سے پہلے سے یہاں پہ پہنچے ہوئے ہیں۔ آ کے انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ رخصت کر کے مجھے بے چینی لگ گئی اور میں نے کہا کہ جب تک میرا بس ہے میں ساتھ ضرور دوں گا۔ چنانچہ جاتے ہی وہاں جو استقبال کی تیاریاں تھیں اُن میں سب سے زیادہ اُنہوں نے محنت کی۔ جو جھنڈیاں لگائیں اُنہوں نے لگائیں، جھاڑو اپنے ہاتھ سے دیئے اور حیرت انگیز اخلاص کا اظہار کیا جس سے سپین کی جماعت کو بھی بڑی روحانی تقویت ملی۔ جو دوسرے ممالک سے تعلق رکھنے والے بعض افریقن ممالک کے دوست تھے جو پرتگیزی اثر کے نیچے ہیں ان میں بھی میں نے بہت ہی جذبہ دیکھا اور تمام پرتگال کے معززین کی بہترین نمائندگی ہماری ریسپشن (Reception) میں ہوئی۔ اس سلسلے میں مَیں گزشتہ خطبے میں کچھ ذکر کر چکا ہوں ان باتوں کو دہرانے کی ضرورت نہیں لیکن یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں زمین تیار ہے اور بہت تیزی سے جماعت احمدیہ کی محبت بڑھ رہی ہے۔ ٹیلی ویژن نے، ریڈیو نے، اخبارات نے جماعت احمدیہ کے چرچے کئے اور جہاں جہاں بھی ہم ٹھہرے اور جہاں جہاں بھی ہمارے رابطے ہوئے وہاں ہم نے غیر معمولی محبت، جوابی محبت کو اُبھرتے ہوئے دیکھا اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسے رابطے پیدا ہوئے جن سے انشاء اللہ تعالیٰ نہ صرف اُس ملک میں بلکہ اَور بھی دوسرے ملکوں میں احمدیت کی داغ بیل ڈالنے کے امکانات روشن ہوئے ہیں۔ مثلاً ہماری ریسپشن میں وہاں کی تمام پارٹیوں کے نمائندگان شامل تھے اور مقامی طور پر حکومت کے نمائندگان اور معزز شخصیتیں بھی لیکن اس کے علاوہ بہت سے دیگر ممالک کے ایمبیسیڈرز تشریف لائے ہوئے تھے اور اُن ایمبیسڈرز نے جس طرح سوال و جواب میں حصہ لیا اور اُس کے بعد جس محبت سے اظہار کیا ہے

اُس کو دیکھ کر یقین نہیں آتا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ کیونکہ جماعت احمدیہ تو بالکل غیر معروف تھی، کسی کو کانوں کان بھی خبر نہیں تھی کہ جماعت احمدیہ کوئی موجود ہے لیکن دیکھتے دیکھتے ساری فضا پلٹ گئی۔ کوئی ریڈیو سے رابطہ نہیں تھا لیکن کیونکہ ایسی مجلس جس میں معززین تشریف لائیں وہاں ٹیلی ویژن اور ریڈیو کو خود بخود دلچسپی پیدا ہو جاتی ہے اس لئے نیشنل ٹیلی ویژن کی ایک نمائندہ وہاں تشریف لائی ہوئی تھی انہوں نے ساری تقریب کی کارروائی کو ٹیلی وائز کیا اور پھر ہمیں بتایا کہ کل یہ فلاں وقت نشر ہوگی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ میں اس کی مکمل کاپی آپ کو دے دوں گی تا کہ آپ بھی اس سے استفادہ کریں۔ بعض ایمبیسیڈرز جو مشرقی یورپ سے تعلق رکھتے تھے ان کے اندر ایسی جلدی جلدی تبدیلی پیدا ہوئی کہ ایک ایمبیسیڈر نے تو دونوں ہاتھوں سے میرا ہاتھ پکڑ کر جانے سے پہلے بار بار یہ کہا کہ I am deeply touched کہ میرے دل میں گہرائی تک اثر ہو گیا ہے اور وہ ہاتھ ہی نہیں چھوڑتے تھے، زیادہ انگریزی نہیں آتی تھی یہی فقرہ بار بار کہے جاتے تھے اور پھر اپنے کارڈز دیئے اور آئندہ مستقل تعلق رکھنے کی تاکید کی۔ ایک ایمبیسیڈر صاحب کا وہاں جہاں مشن ہاؤس میں ہمارا قیام تھا وہاں پہنچتے پہنچتے فون آ گیا کہ میں تو دوبارہ ملنا چاہتا ہوں۔ مجھے آپ دوبارہ وقت دیں چنانچہ دوسرے روز پھر ہم اُن کے ہاں حاضر ہوئے اور بڑی محبت کے ماحول میں گفتگو ہوئی جو موضوع تھا گفتگو کا وہ یہ تھا کہ ہمارے ملک میں آپ جلدی پہنچیں اور کس طرح پہنچیں؟ اس سلسلے میں انہوں نے مجھ سے باتیں کیں کہ میں مدد کرنا چاہتا ہوں اور اگر آپ آنا چاہیں دروازے کھلے ہیں اور میں اپنی حکومت سے رابطہ کرتا ہوں میں یہ وعدہ تو نہیں کر سکتا کہ میں سو فیصدی کامیاب ہو جاؤں گا لیکن میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ اپنی انتہائی کوشش ضرور کروں گا کیونکہ انہوں نے بتایا کہ میرے نزدیک ہمارے ملک کو جماعت احمدیہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ وہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل تھا ورنہ انسان کہاں یہ تبدیلیاں دلوں میں پیدا کر سکتا ہے۔ یہ اُس خاص سال کی برکت ہی ہے جسے جشن تشکر کا سال کہتے ہیں اور چونکہ وہ مباہلے کا بھی سال تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے اسے دہری برکتیں دی ہیں، غیر معمولی کامیابیاں نصیب ہوئی ہیں۔

سپین میں جا کر بھی یہی حال ہوا وہاں جب ریسپشن دی گئی تو وہاں کے دو گورنر تشریف لائے ہوئے تھے اور ایک گورنر تو اجازت لے کر چلے گئے لیکن ایک گورنر اُس صوبے کے وہاں بیٹھے

رہے اور بہت ہی غور اور توجہ سے باتوں کو سُنا اور Respond کیا حالانکہ جو آئی جی پولیس تھے انہوں نے یہ کہا آخر پہ کہ میری تو ابھی پیاس نہیں بجھی میں کل دوبارہ آنا چاہتا ہوں۔ وہی بات جو وہاں ہوئی تھی ایسی بات یہاں دوہرائی گئی۔ اب یہ کسی انسان کے بس کی بات تو نہیں چنانچہ وہ دوبارہ مشن ہاؤس تشریف لائے اور وہاں آ کر بڑی لمبی باتیں ہوئیں اور انہوں نے کہا کہ میں مستقلاً اس جماعت سے تعلق رکھنا چاہتا ہوں اور مجھے آپ اپنا بھائی سمجھیں اور یہیں نہیں بلکہ سارے سپین میں کہیں کوئی کام ہو تو مجھے خدمت کا موقع ضرور دیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ اُس وقت وہاں ہمیں علم نہیں تھا پہلے اور ان کی زبانی علم ہوا کہ ہمارے دو احمدی مستری جو پاکستان سے آئے ہوئے تھے اور وہاں کام کر رہے تھے اُن کو صرف دو مہینے کا ویزا ملا تھا وہ بڑھاتے بڑھاتے ایک سال تک پہنچ گیا تھا اور یہی وہ صاحب تھے جنہوں نے آخری فیصلہ کرنا تھا۔ چنانچہ انہوں نے مشنری کو مخاطب ہو کر کہا کہ میں یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ کسی قیمت پر اب ان کو ایک دن بھی اَور اجازت نہیں دینی اور اب میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو کبھی کسی درخواست کی ضرورت نہیں۔ میں اب ازخود اس کے ویزے کو جب تک آپ کہیں گے بڑھاتا رہوں گا یعنی جب تک آپ کی خواہش ہوگی بڑھاتا رہوں گا لیکن اب آپ کو درخواست نہیں دینی چاہئے۔

اس طرح خدا تعالیٰ اپنے حیرت انگیز طور پر فضل نازل فرماتا رہا اور تعلقات کے راستے بڑھاتا رہا۔ وہیں اُسی ملک کے سفیر نے یعنی جو سپین میں متعیّن ہیں جن کے متعلق میں نے پہلے بات کی ہے کہ دوبارہ اُنہوں نے خواہش کی تھی اور ملاقات کی، مشن میں فون کیا کہ میں تو ان سے ابھی ملنا چاہتا ہوں۔ اب میرا یہ تأثر ہے کہ انہوں نے فون کیا ہوگا یا پھر کوئی دعوت نامہ گیا تھا اس کی وجہ ہوگی مگر بہرحال اُن کے اصرار کی وجہ سے ہمیں اپنا رستہ بدل کر میڈرڈ سے ہو کر جانا پڑا اور وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کے ساتھ بھی اسی موضوع پر باتیں ہوئیں اور انہوں نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا کہ ہمارے ملک کو آپ کی ضرورت ہے۔ میں اپنے طور پر رابطہ کرتا ہوں اور جب کوئی مثبت جواب آئے گا تو میں پھر آپ کو مطلع کر دوں گا۔

جہاں تک سوال و جواب کی مجالس کا تعلق ہے سپین میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی سمجھدار طبقے کے لوگ صرف وہیں کے نہیں بلکہ دوسرے شہروں سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے اور

اُن سے لمبی مجالس لگیں جس کے نتیجے میں سپینش زبان میں بھی اُنہیں بہت اچھا مواد سوال و جواب کی مجلس کا مہیا ہو گیا۔ اس سے ایک دن پہلے جو ایک باپ بیٹا تھے دونوں نے یعنی مجھ سے خاص طور پر ایک درخواست کی۔ کرم الٰہی صاحب ظفر نے یہ کہا کہ آج ایک مہمان آئے ہیں جن پر میں پچیس سال سے محنت کر رہا ہوں لیکن وہ قریب آ کر وہیں کھڑے ہیں۔ آج یہ دُعا کریں کہ یہ احمدی ہو جائیں اور ان کے بیٹے قمر نے بھی ایک درخواست کی اور کیسی عجیب شان ہے خدا نے اس سارے خاندان کو کس طرح تبلیغ کی لگن لگائی ہوئی ہے اور کیسا اخلاص عطا کیا ہے۔ یہی دعا کی کہ ایک ہمارے دفتر میں بڑی با اثر اور بڑی با شعور اور تعلیم یافتہ عورت ہے اس پر میں نے بڑی محنت کی ہے اور ایک اور دوست ہیں دعا کریں کہ کوئی ان میں سے بیعت کر لے کیونکہ اب تک مجھے کوئی پھل نہیں ملا۔ وہ بھی دونوں ہی تشریف لائے ہوئے تھے۔ چنانچہ جو دوست تھے جن کا ذکر کیا ہے وہاں کے بڑے ہی سمجھدار، تعلم یافتہ، صاحب علم اور امیر آدمی ہیں۔ ان کا ایک بہت بڑا فرنیچر کا کارخانہ ہے اور بڑی دیر سے اسلام میں دلچسپی رکھتے ہیں اس لئے انہوں نے بتایا کہ میں نے پانچ قرآن کریم مختلف وقتوں میں، سپینش زبان میں ترجمہ ہوئے لے کر رکھے ہوئے ہیں اور پانچواں آپ کا قرآن کریم ہے اور انہوں نے کہا کہ جب تک آپ کا قرآن کریم میرے ہاتھ میں نہیں آیا مجھے کچھ پتا نہیں لگتا تھا کہ قرآن کریم کے مضامین کیا شان رکھتے ہیں؟ اور جب سے یہ قرآن پڑھنا شروع کیا ہے اُس نے کہا میری تو حالت بدل گئی ہے۔ اور اُس نے مختلف جگہیں مارک کر کے نشان لگا کر رکھے ہوئے تھے اور مجھے سناتا تھا پڑھ پڑھ کے اور کہتا تھا دیکھیں کیا بات ہے، کیا شان ہے اس مضمون کی اور کس طرح آپ لوگوں نے محنت کر کے قرآن کے حسن کو اُبھارا ہے اور اُجلا کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لائے ہوئے تھے اور انہوں نے مجھے کہا علیحدگی میں کہ میری بیوی بڑی سخت متعصب عیسائی ہے اور میری راہ میں سب سے بڑی روک یہی ہے۔ میں ساتھ لے آیا ہوں کہ شاید اس کا دل نرم ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل کی نرمی کا سامان یوں بھی پیدا فرما دیا کہ وہ ایک خاص بیماری میں مبتلا تھی اور جب میں نے Homeo Pathically اُن کے علاج کی پیشکش کی اور ان کو بتایا کہ آپ کی یہ یہ علامتیں ہیں اور یہ وجوہات ہیں تو وہ حیران رہ گئیں کیونکہ جو باتیں ظاہر تھیں فوراً پتا چل جاتی ہیں علامتوں سے وہ اس تفصیل سے اُس کے اندر کی کیفیت، بیماری کی کیفیت میں نے بیان کی کہ وہ غیر

معمولی طور پر متأثر ہوئی اور ساتھ ہی مجلسوں میں بیٹھی پورا وقت بعد میں ریسپشن میں بھی آئی تو اُن کے میاں کا چہرہ دیکھ کر اُن کی بیوی کے تأثرات معلوم ہو رہے تھے۔ اتنا خوش تھے اُن کی کیفیت دیکھ کے کہ آدمی اُس کو بیان نہیں کرسکتا کس طرح اُن کا چہرہ خوشی سے تمتما اُٹھتا تھا جب وہ کسی بات سے متأثر ہوتی تھیں۔ آخر پر پھر اُن سے رہا نہیں گیا جب جدائی کے وقت انہوں نے الوداع کرنا چاہا تو الگ کمرے میں ملے مجھے انہوں نے کہا کہ اب میں مزید انتظار نہیں کرسکتا اپنی بیوی کے بدلنے کا اور آج میں یہاں سے بیعت کر کے رخصت ہوتا ہوں۔ پس خدا نے اُس باپ کی دُعا بھی سن لی اور اُس باپ نے مجھے دُعا کے لئے کہا تھا اللہ تعالیٰ نے میرا بھی حصہ ڈال دیا اور بیٹے کی دُعائیں قبول ہوئی کہ وہی خاتون جو مطلقہ ہیں اُن کی تین بچیاں بھی ہیں جو اتنی قابل ہیں کہ سپین میں شاعری کے مقابلے میں سارے سپین میں اُنہوں نے گولڈ میڈل حاصل کیا ہے۔ ایسی اچھی ادیبہ ہیں اُن سے جب مجلس لگی تو اُٹھنے سے پہلے اُنہوں نے کہا کہ میرا تو خیال ہے کہ اب مجھے شامل ہو جانا چاہئے۔ میں نے اُن سے کہا کہ نہیں ابھی اَور غور کر لیں، دُعا کر لیں، تسلی ہو جائے۔ اُنہوں نے کہا میں نے اُٹھنا نہیں جب تک بیعت نہ کرلوں۔ اب تو میرے دل کے بس کی بات نہیں رہی اور اُس نے کہا کہ آپ کو اندازہ نہیں کہ میں کتنی دیر سے جماعت احمدیہ کے لٹریچر کا مطالعہ کر رہی ہوں اور مجھے کتنی گہری دلچسپی پیدا ہو چکی ہے، یہ جو آپ کی کتاب ہے Murder in the name of Allah اُس کے دو ابواب کا میں ترجمہ کر کے دُہرا چکی ہوں اور باقی میں بڑی تیزی سے کر رہی ہوں کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ سپین کو اس کتاب کی بہت ضرورت ہے۔ تو اپنے طور پر وہ اتنا پہلے ہی خدا کے فضل سے آگے بڑھ چکی تھی اور تھوڑا سا درخت کو ہلانا پڑتا ہے پھل گرانے کے لئے اُس ہلانے میں خدا نے میرا ہاتھ بھی لگوا دیا ورنہ وہ پھل تو پہلے سے ہی تیار تھا اور اُس کی بیعت پر خاص طور پر جو احمدی ہیں سپین کے بہت ہی خوش ہوئے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اُن کی وجہ سے جماعت کو غیر معمولی تقویت ملے گی پھر اُسی رات ایک پرانے سپین کے مسلمان کا فون آیا کہ میں نے ٹیلی ویژن پر آپ کے امام کا پروگرام دیکھا ہے مجھے خواہش ہے اگر وقت ملے تو میں ابھی آجاؤں اور مجھے گھنٹہ لگے گا پہنچنے میں۔ چنانچہ ہم نے وقت دیا اُس کے بعد گیارہ بجے سے بعد کافی دیر تک اُن کے پاس بیٹھے رہے۔ اُنہوں نے بھی آخر پر یہی کہا کہ میں بڑی دیر سے مسلمان ہوں مگر تمام فرقوں کو پرکھنے کے بعد میرا دل اٹکا نہیں اور آپ کے

ساتھ دل اٹکتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرا یہیں انجام ہوگا لیکن ابھی میں مزید سوچنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا ہاں شوق سے سوچیں دُعا کریں چنانچہ وہ بہت ہی محبت کے ماحول میں اور ایسے رنگ میں رخصت ہوئے کہ جس سے محسوس یہی ہوتا تھا کہ آج نہیں تو کل انشاء اللہ تعالیٰ ضرور تشریف لائیں گے۔ وہاں بنیادیں پڑی ہیں اور وہاں ایک Sevilla یونیورسٹی ہے اس کے عربی ڈیپارٹمنٹ میں بھی لیکچر کا موقعہ ملا خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اور اُس کے بھی اچھے اثرات مترتب ہوئے۔ بہت سے لوگوں نے دلچسپی لی اور میں امید رکھتا ہوں کہ اس سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ تبلیغ کے نئے رستے وہاں کھل جائیں گے۔

آخر پر یہ بہت بڑی خوشخبری آپ کو دینا چاہتا ہوں یہ بھی سب خوشخبریاں ہیں اور بڑی خوشخبری ان معنوں میں ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہر خوشخبری کے پیٹ سے بہت ہی عظیم الشان اور خوشخبریاں ملنے والی ہیں۔ یعنی ایسی خوشخبریاں ہیں جن کے بطن سے خوشخبریاں پیدا ہوتی ہیں لیکن یہ جو خوشخبری ہے یہ ایک ایسا پھل ہے جو اس سال تشکر کا غیر معمولی پھل ہے۔ آپ کو یاد ہوگا میں نے کئی دفعہ جماعت کو اس دُعا کی طرف توجہ دلائی تھی کہ میری بڑی دیر سے دلی تمنا ہے کہ سال تشکر میں ہم ایک لاکھ بیعتوں کا ٹارگٹ پورا کرلیں اور اُس کے لئے سارے ممالک کو یاد دہانی بھی کروائی گئی اور ساری جماعت نے دعائیں کیں تو آج یعنی کل شام تک کی رپورٹوں کے مطابق ابھی اس میں ساری رپورٹیں شامل نہیں کیونکہ بہت سے ایسے ممالک ہیں جو غیر معمولی محنت کر رہے تھے لیکن ان کی رپورٹ نہیں پہنچی۔ **خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار سے زائد بیعتیں ہو چکی ہیں اور یہ سال ایک عظیم سنگ میل کا سال بن گیا ہے، سنگ میل کی حیثیت رکھنے والا سال بن گیا ہے** لیکن جیسا کہ میں نے آپ کو پہلے بھی توجہ دلائی تھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ چوٹی بن جائے گی اور پھر ہم گر جائیں گے۔ یہ پہلا قدم بننا چاہئے کہ اگلی صدی کا پہلا زینہ بننا چاہئے اور جو صاحبِ بصیرت اور صاحبِ شعور لوگ ہیں وہ یہ اندازہ لگانے لگے ہیں اور تمام ملکوں سے اس قسم کی آراء موصول ہو رہی ہیں کہ غیروں نے محسوس کرلیا ہے کہ اب یہ جماعت کے غلبے کی صدی آ چکی ہے۔ یہاں تک کہ آج ہی کی ڈاک میں کلکتہ کے ہمارے امیر صاحب مشرق علی صاحب کی طرف سے خط ملا ہے اُن کو اللہ تعالیٰ نے بہت توفیق دی ہے کہ جماعت کو بڑی تیزی کے ساتھ لے کر آگے بڑھ رہے ہیں اور جہاں بھی اسلام کے

خلاف کسی رسالے یا اخبار میں کوئی خبر شائع ہوتی ہے فوراً وہ لوگ جوابی کارروائی کرتے ہیں چنانچہ اسی ضمن میں ایک بہت اہم ہندو اخبار کے ایڈیٹر تھے اُن سے ملاقات کی ، گھنٹہ ملاقات جاری رہی اُس نے جماعت احمدیہ کے متعلق تمام زاویوں سے ایک اندازہ لگایا، گہرے سوال کئے اور آخر پر اُس کا تأثر یہ تھا کہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ زمانہ جماعت احمدیہ کے غلبے کا زمانہ ہے۔اب وہ ایک صاحب بصیرت انسان ہے اس پہلو سے اُس نے یہ بات کہی۔

پس یہ بات تو بہر حال سچی ہے لیکن اس لئے نہیں کہ اُس نے کہی ہے بلکہ اس لئے کہ خدا کی تقدیر ہمیں یہ بات ہمارے افق پر لکھی ہوئی دکھارہی ہے اور اس نے افق کی تحریر پڑھی ہے اس کی پیشگوئی پوری نہیں ہوگی خدا کی تقدیر پوری ہوگی لیکن پڑھنے والے افق کی تحریریں پڑھ لیا کرتے ہیں۔ جو صبح صادق کے آثار دیکھ کر یہ پیشگوئی کردیں کہ دن ضرور طلوع ہوگا، دن تو ضرور طلوع ہوتا ہے لیکن اُن کی پیشگوئی کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے کہ انہوں نے صبح صادق کے آثار کو دن چڑھنے سے پہلے دیکھ لیا ہوتا ہے۔ پس اس وقت دنیا میں ایسے ممالک میں بھی جہاں جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے اور غیروں کا بہت وسیع غلبہ ہے جیسے ہندوستان ہے وہاں کے باشعور لوگ بھی آج اُن آثار کو پڑھنے لگے ہیں جو کل کے مستقبل کے جماعت احمدیہ کے عظیم غلبہ کی خبر دے رہے ہیں۔ پس اس رمضان میں اُس غلبہ کے لئے بھی تیاری کریں اور جہاں لقاء کی دعائیں مانگیں وہاں یہ بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کثرت سے ساری دنیا میں صاحبِ لقاء بندے پیدا کر کے خدا کے حضور تحفے کے طور پر پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔